السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے آباؤاجداد کی قبریں ہم نے اپنے گھر میں بنوائی تھیں اور لوگ اب ان کی پوجا و پرستش کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی دفعہ ہمارا لوگوں سے جھگڑا بھی ہو چکا ہے۔ اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان قبروں کا یہاں سے نام و نشان ہی مٹا دیا جائے تاکہ شرک کا خطرہ باقی نہ رہے۔ کیا شریعت محمدی ﷺ میں ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

توحید وسنت کے احیاء کی خاطر اور جذبۂ ایمانی کے تقاضوں کے مطابق آپ لوگوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنی جدی پشتی قبروں کو زمینی سطح کے ہموار کردیں تاکہ کسی بھی قبر پرست اور غیر اللہ کے پجاری کی نگاہ ان کی طرف اٹھنے نہ پائے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے:

ابوالہیاج اسدی کا بیان ہے، مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام پر مقرر نہ کروں جس پر مجھے رسولِ اکرم ﷺ نے مقرر کیا تھا؟

۔ جو تصویر نظر آئے اسے مٹا کر دم لو۔ ۱

۔ ہر وہ قبر جو بلند ہو اسے زمین کے برابر کردو۔ صحیح مسلم کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویة القبر، رقم: ۲۲۴۳

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے، ثمامہ بن شفی کہتے ہیں کہ ہم فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرزمین روم میں سفر کر رہے تھے کہ رَوْدِس کے مقام پر ہمارا ایک ساتھی فوت ہوگیا۔ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق اس کی قبر زمین کے برابر کردی گئی۔ پھر فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ ﷺ قبر کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویة القبر، رقم: ۲۲۴۲، عن فضالة بن عبید)

اسی طرح کتب تاریخ وسیر میں یہ قصہ معروف ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب تُستر میں ہرمز کے مخزن سے دانیال علیہ السلام کی لاش برآمد ہوئی تو مختلف مقامات پر تیرہ قبریں کھود کر ان کو دفن کرکے رات کی تاریکی میں مٹی کے برابر کرکے قبروں کا نام ونشان مٹا دیا گیا تاکہ عامۃ الناس اور جہلاء کے لیے فتنہ کا سبب نہ بنے۔ 3 (البدایة والنهایة: ۳۸/۲، ۳۷)

پھر حدیبیہ کے مقام پر جس درخت کے زیر سایہ '' بیعت الرضوان '' کا انعقاد ہوا تھا جب اس کے بارے میں خلیفہ راشد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ لوگ اسے متبرک سمجھ کر اس کی زیارت کے لیے اہتمام کرتے ہیں تو اس کو جڑ سے کٹوا پھینکا باوجودیکہ اس شجرۂ عظیم کا تذکرہ کتاب الٰہی میں بھی مصرح ہے۔ جو اس کی عظمت پر دال ہے۔

مزید آنکہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت سفر ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر دیکھا کہ لوگ ادھر اُدھر جا رہے ہیں۔ دریافت کیا کہ یہ کہاں جاتے ہیں؟ کہا گیا: اے امیر المومنین! ایک مسجد ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تھی یہ اسی میں نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا: پہلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوگئیں کہ انھوں نے انبیاءؑ کے آثار کی پیروی میں ان جگہوں میں عبادت خانے اور گرجے بنالیے۔ جس شخص کو ان مسجدوں میں نماز کا وقت آجائے نماز پڑھے ورنہ گزر جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلوات، باب فی الصلاة عند قبر النبی ﷺ واتیانه، رقم الباب: ۶۶۱، (۱۵۳/۲)، رقم: ۷۵۴۹)

پھر سب سے بیّن اور واضح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فتنے سے بچانے کی غرض سے ہی ''مسجد ضرار'' کو منہدم کردیا تھا۔ یہاں قابل توجہ پہلو یہ ہے کہ شریعت کی نگاہ میں گھروں میں قبریں بنانا مذموم فعل اور منکر کام ہے۔ ''صحیح مسلم'' میں حدیث ہے:

(لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ' (صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة النافلة فی بیته... رقم: ۱۸۲۴'

شارح بخاری شریف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(فَاِنَّ ظَاهِرَهٗ یَقْتَضِی النَّهْیَ عَنِ الدَّفْنِ فِی الْبُیُوْتِ مُطْلَقًا' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (فتح الباری: ۵۳۰/۱'

یعنی ''مذکورحدیث کا ظاہر اس بات کا متقاضی ہے کہ گھروں میں قبریں بنانا مطلقاً ممنوع ہے۔''

بنابریں گھروں میں قبروں کے آثار باقی رکھنا بھی ممنوع ٹھہرا، لازم ہے کہ فعل منکر کو تبدیل کیا جائے، اس کی صورت یوں ہوسکتی ہے۔ اگر تو یہ قبریں گزرگاہ سے الگ ہیں تو ان کو زمین کے برابر کردیا جائے۔ اور اگر راستہ میں پڑتی ہیں تو ہڈیاں نکال کر مسلمانوں کے عمومی قبرستان میں دفن کردی جائیں۔ البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مشرکین اور گورپرستوں کو جائے دفن کا علم نہ ہونے پائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ پھر کسی وقت یہاں شرک وبدعت کا

اڈاقائم کرلیں۔ لہٰذا آپ بھی اس کارِخیر میں مساہمت اور مسابقت کے جذبہ کا اظہار فرمائیں۔ وَالتَّوفِیقُ بِیَدِاللّٰہِ

(مزید تفصیل کےلیے ملاحظہ ہو: اِغَاثَۃُاللَّھفَانِ مِنْ مَصَایِدِالشَّیْطَانِ لِلحَافِظِ ابْنِ قَیِّم (ص : ۲۲۲تا ۲۳۱، اور فتاویٰ اَھل حدیث : ۴۴۱/۳تا ۴۴۵

ھذاما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب الجنائز:صفحہ:151

محدث فتویٰ